Cambridge Assessment International Education

Example Candidate Responses – Paper 4

Cambridge International A Level
For centres in Pakistan
Urdu 9686

For examination from 2024

Cambridge Pathway

© Cambridge University Press & Assessment 2024 v1

Cambridge Assessment International Education is part of the Cambridge University Press & Assessment. Cambridge University Press & Assessment is a department of the University of Cambridge.

Cambridge University Press & Assessment retains the copyright on all its publications. Registered centres are permitted to copy material from this booklet for their own internal use. However, we cannot give permission to centres to photocopy any material that is acknowledged to a third party even for internal use within a centre.

Contents

Introduction....4
Question 2(a)....6
Example Candidate Response – high....6
Example Candidate Response – middle....9
Example Candidate Response – low....12
Question 2(b)....13
Example Candidate Response – high....13
Example Candidate Response – middle....15
Example Candidate Response – low....16
Question 5(a)....19
Example Candidate Response – high....19
Example Candidate Response – middle....21
Example Candidate Response – low....22

Introduction

The main aim of this booklet is to exemplify standards for those teaching Cambridge International A Level Urdu, and to show how different levels of candidates' performance (high, middle and low) relate to the syllabus requirements. This document helps teachers to assess the standards required to achieve marks beyond the guidance of the mark scheme.

In this booklet candidate responses have been chosen from the June 2024 exam series to exemplify a range of answers.

For each question, the response is annotated with examiner comments about where and why marks were awarded or omitted. This is followed by comments on how the answer could be improved. There is also a list of common mistakes and guidance for candidates for each question.

Please refer to the June 2024 Examiner Report for further details and guidance.

The questions and mark schemes are available on the School Support Hub

9686 June 2024 Question Paper 04

9686 June 2024 Mark Scheme 04

Past exam resources and other teaching and learning resources are available on the School Support Hub

How to use this booklet

This booklet goes through the paper one question at a time, showing you the high-, middle- or low level response for each question. In the left-hand column are the candidate responses, and in the right-hand column are the examiner comments.

Example Candidate Response – high	Examiner comments
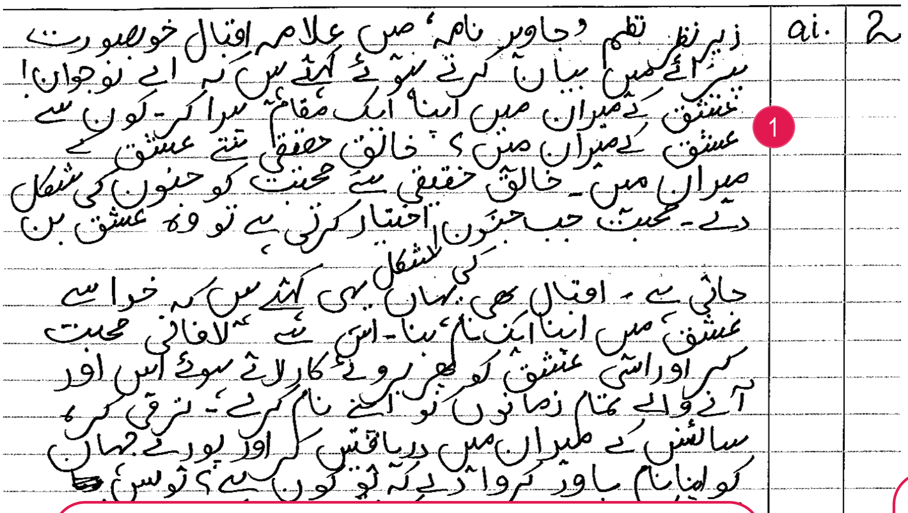 1	1 An excellent answer for both parts of this question. Candidates are required to answer both parts of the question in detail which the candidate does here.

Answers are by real candidates in exam conditions. These show you the types of answers for each level. Discuss and analyse the answers with learners in the classroom to improve their skills.

Examiner comments are alongside the answers. These explain where and why marks were awarded. This helps you to interpret the standard of Cambridge exams so you can help your learners to refine their exam technique.

How the candidate could improve their answer

This is a top band answer. Candidates are required to demonstrate thorough knowledge of the text and must not move away from the focus of the question.

This section explains how the candidate could have improved each answer. This helps you to interpret the standards of Cambridge exams and helps your learners to refine their exam technique.

Common mistakes and guidance for candidates

- Candidates read the question and started writing their answer without understanding the focus of the question, simply demonstrating their knowledge of the text without planning their answers. It is important to read the rubric carefully.
- This was a popular question. Most candidates attempted candidates secured better marks in Part 1 compared to
- Candidates who attempted both parts in detail and expla

This section lists common mistakes as well as helpful guidance from the examiner. This will help your learners to avoid these mistakes. You can use this alongside the relevant Examiner Report to guide your learners.

Question 2(a)

Example Candidate Response – high	Examiner comments

2 ai.

زیرِ نظر نظم "جاوید نامہ" میں علامہ اقبال خوبصورت پیرائے میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے نوجوان! عشق کے میدان میں اپنا ایک مقام پیدا کر۔ کون سے عشق کے میدان میں؟ خالقِ حقیقی کے عشق کے میدان میں۔ خالقِ حقیقی سے محبت کو جنون کی شکل دے۔ محبت جب جنون کی شکل اختیار کرتی ہے تو وہ عشق بن جاتی ہے۔ اقبال بھی یہاں یہی کہتے ہیں کہ خدا سے عشق میں اپنا ایک نام بنا۔ اس کے لافانی محبت پر اور اسی عشق کو بروئے کار لاتے ہوئے اس اور آنے والے تمام زمانوں کو اپنے نام کرلے۔ ترقی کر، سائنس کے میدان میں دریافتیں کر اور پورے جہان کو اپنا نام باور کروا دے کہ تو کون ہے؟ تو ہے خدا کے عشق میں مبتلا ایک شخص جو اسی عشق کی بدولت دنیا کو اپنے نام کر چکا ہے۔ جو روز نئے پہاڑ سر کر رہا ہے اور اس دنیا کو فتح کر چکا ہے۔ (2)

آگے بڑھتے ہوئے اقبال نہایت خوبصورتی سے فرماتے ہیں کہ اگر خدا تجھے خدا کی قدرت کو پہچاننے والا دل دیتا ہے تو تو اس کی رحمت یعنی پھول اور کلیوں سے ہم کلام ہو۔ ان کی خاموشی کو سمجھ۔ مگر وہ کیا ہے نا، خدا ہر کسی کو یہ رتبہ، یہ مرتبہ نہیں دیتا کہ اس کی دل کی آنکھ کھل سکے اور وہ خدا کی قدرت کو پہچان سکے۔ یہاں تک کہ اس کی خاموشی سے بھی ہم کلام ہو سکے۔ اسی لیے شاعر یہاں "اگر" کا لفظ استعمال کرتے ہیں کہ یہ سب ممکن ہی تب ہے اگر تجھے خدا ایک فطرت شناس دل دے۔ یعنی یہ کرم ہر شخص پر نہیں کیا جاتا۔ (3)

اگلے شعر میں اقبال انتہائی مہارت سے کہتے ہیں کہ تو اپنے وطن کی تہذیب و تمدن سے رابطہ استوار رکھ۔ انگریزوں کے طور طریقوں سے متاثر ہونا اور

اسی درویشانہ زندگی کو اپنا اور اس میں اپنا نام بنا۔

Examiner comments

1 An excellent answer for both parts of this question. Candidates are required to answer both parts of the question in detail which the candidate does here.

2 The candidate explains all the verses in the extract in detail and very well. There is clear evidence that the candidate understands all the verses.

3 This is a first-hand response where the candidate demonstrates the ability to write '*Tashreeh*' rather than just the '*nasr*' of the given verses.

Example Candidate Response – high, continued

aii. 2

مندرجہ بالا نظم "جاوید نامہ" اقبال نے اپنے بیٹے
جاوید کے لیے لکھی تھی مگر دراصل یہ دنیا بھر کے
مسلمانوں کے لیے نصیحت کا سامان ہے۔

صدیوں سے اگر دیکھا جائے تو مسلمان انگریزوں سے
مرعوب رہے ہیں۔ اقبال کے دور میں بھی جب انگریز
ہندوستان پر حکومت کرتے تھے تو اقبال ان کو مغربی
تہذیب و تمدن کی تقلید کرتے ہوئے جب دیکھتے
تھے تو ان پر شدید تنقید کرتے۔ آج بھی مسلمانوں کا حال
کچھ مختلف نہیں۔ خاص طور پر نوجوان نسل جو انگریزوں
کی فلمیں، ڈرامے، کپڑے، کھانے بہت شوق (4)
سے اپناتی ہے۔ غرض اس نظم میں اقبال نوجوان
مسلمانوں کو بھی نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے ملک اپنی
سرزمین کے تہذیب و تمدن اور تعلیم و تربیت پر رہیں
یعنی ان کے طور طریقوں کو اپنائیں۔ اسلام کی تعلیمات کو
اپنائیں۔ ورنہ یہ انگریزوں کی تعلیم تو شیشے کی
طرح ہے جو کسی بھی وقت ٹوٹ جائے گا۔

(5) اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر

علاوہ ازیں، اقبال ناصحانہ انداز بیان اپنائے
ہوئے نوجوان مسلم کو خدا اور اس کی قدرت سے
ہم کلام ہونے کا درس دیتے ہیں۔ اقبال یہ سبق دیتے
ہیں کہ اگر اپنے خالق کو پہچانا تو اس کی خلقت کو
بھی۔ تو اور اس کی خلقت سے ہم کلام ہو۔ یہی
کامیابی کی کنجی ہے۔ اپنے خالق سے محبت و عشق
کرو۔ اسی طرح ہم دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی

Examiner comments

4 An excellent answer for both parts of this question. Candidates are required to answer both parts of the question in detail which the candidate does here.

5 The candidate uses quotations appropriately to illustrate a point in the answer.

Example Candidate Response – high, continued

کے سفر پر گامزن ہو سکیں۔ غرض اقبال نوجوان
مسلم کو یہ سبق باور کرواتے ہیں۔

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر

اور یوں اقبال اپنا سبق قاری کو ذہن نشین کروانے کے لیے فلسفیانہ انداز بھی اپناتے ہیں اور قاری کو یہ درس دیتے ہیں کہ اپنی صلاحیتوں کو پہچانو۔ اپنے آپ کو پہچانو۔ یہ ذہن نشین کر لو کہ تم اس دنیا پر حکومت کر سکتے ہو فقط اپنی خودی کو پہچان اور اپنا یہ دنیا میں اپنے آنے کا مقصد سمجھو۔ اپنی تخلیق کا مقصد سمجھو اور پھر اس اصول پر گامزن ہو۔ عیش و عشرت میں نہ پڑو بلکہ ایک درویشانہ طرزِ زندگی اپناؤ۔ یہ دنیا تمہیں یاد رکھے گی۔ (6)

(7) مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

(8) غرض اقبال مہارت سے نظم 'جاوید نامہ' میں مسلمان نوجوانوں کو خودی، خدا سے ہم کلام ہونے کا اور انگریزوں سے مرعوب نہ ہونے کا سبق آموز پیغام دیتے ہیں۔

Examiner comments

6 Communication is fluent and effective. The candidate uses language appropriate for the task and very effective.

7 The answer links to the question through references. The candidate understands the focus of the question.

8 An excellent ability to organise material.

Total mark awarded = 25 out of 25

How the candidate could improve their answer

This is a top band answer. Candidates are required to demonstrate thorough knowledge of the text and must not move away from the focus of the question.

Example Candidate Response – middle

پہلا حصہ:

ش (i)(a)

یہ مندرجہ بالا اشعار نظم "جاوید کے نام" کے ہیں جو علامہ اقبال
نے اپنے بیٹے جسٹس جاوید اقبال اور پوری دوسرے نوجوانوں سے
مخاطب ہو کر لکھی ہے۔
علامہ اقبال اردو کے عوامی شعراء میں سے ایک شاعر ہیں جو لوگوں
خصوصی طور پر برصغیر کے لوگوں اور خصوصی طور پر مسلمانوں سے مخاطب
ہو کر اپنی نظمیں لکھتے ہیں اور مسلمانوں کو دین کی راہ پر چلنے کی
حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ان کی شاعری میں محسن کلام پائے
جاتے ہیں اور ان کی شاعری میں فکر کی گہرائی، فلسفے اور
بھی دیگر طرح چیزیں پائی جاتی ہیں اس کے علاوہ ان کی
چونکہ وہ شاعری کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے لہذا ان کو شاعر
مشرق، مفکر اسلام اور حکیم الامت کے القاب حاصل ہوئے ہیں
~~چونکہ~~

1 چونکہ وہ حضرت خضرؑ کی طرح لوگوں کو راستہ دکھاتا اور ان
کو حق حاصل کرنے کی جستجو کرنے کیلئے لوگوں کی حوصلہ افزائی
کرتے ہیں۔ اسی طرح چونکہ اس زمانے میں نوجوان مغربی
ثقافت سے متاثر ہو کر وہ ثقافت اپنانے کی کوشش کرتے تو
جن میں ان کے بیٹے جاوید اقبال بھی شامل تھے لہذا ان
کو اور قوم کی عوام سے مخاطب ہو کر وہ فرماتے ہیں کہ
دوسروں کی پیروی نہ کرو بلکہ اپنی شناخت خود پیدا
کرو۔ وہ پوری عوام کو حقیقت کی آنکھ سے دکھانے کی
جستجو میں یہ نظم لکھی گئی ہے

اس نظم کی شروعات میں اقبال فرماتے ہیں کہ عشق کے دریا
میں اپنی ساخت خود بناؤ اس کا مطلب ہے کہ انسان
کو اپنی شناخت ایسی بنانی چاہیے کہ لوگ آسانی سے
کے نام سے پہچانے جیسے آج کے زمانے میں علامہ اقبال کو
ہر کوئی جانتا ہے اور وہ اپنے بیٹے کو بھی یہی نصیحت
دے رہے ہیں کہ لوگ تمہیں علامہ اقبال کے بیٹے سے
نہیں پہچانیں بلکہ ایسا کرو کہ تم اس دنیا سے
جانے کے بعد بھی تم لوگوں کے دلوں میں رہو

Examiner comments

1 The answer is mainly relevant but lacks solid details. The candidate answers the first part of the question very well.

Example Candidate Response – middle, continued	Examiner comments
پھر وہ آگے فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہر کسی کو ایسا دل نہیں دیا جو دوسروں کی تکلیف، درد اور غم کو سمجھ سکے اور ان کے کہے بغیر ہم ان کی آنکھ میں غم اور درد کو جان پہچان کو۔ لیکن اگر اللہ نے تمہیں ایسا دل دیا ہے جو دوسروں کی تکلیف سمجھ سکے ان کے کہے بغیر آپ ان کا دکھ سمجھ سکتے ہو تو کوشش کرو کہ تم ان کا انتظار نہ کرو کہ وہ اپنی تکلیف تم سے بیان کریں تم ان سے پہلے ہی ان کی تکلیف دور کر دو یا ان کے مسائل کا حل نکال دو تاکہ وہ سکون میں آجائے۔ چونکہ اس وقت لوگ مغربی ثقافت سے بہت متاثر تھے تو لہذا علامہ اقبال انگریز لوگوں کی حقیقت پوری قوم کو دکھاتے ہوئے فرماتے ہیں انگریز لوگوں سے کسی بھی مدد کی امید نہ لگایا کرو اور نہ ان سے مدد کی فریاد کیا کرو وہ شیشے کی طرح نازک ہوتے ہیں اور ذرا سی بات پر وہ ظلم کرنا شروع کر دیتے ہیں لہذا تم اپنے وسائل خود پیدا کرو مثلاً ہندوستان کی سرزمین میں بہت سے وسائل موجود ہیں جس کی بدولت تمہیں انگریزوں کی مدد یا سہارے کی ضرورت نہیں ہے اور ایسے وسائل خود پیدا کرو کہ ہندوستان یہ برصغیر ایک کامیاب سلطنت بن جائے جیسے مثلاً: زمین سے پیٹرول نکالنا وغیرہ وغیرہ۔ اسکے بعد وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہیں نصیحت کر دی ہے اب یہ آپ پر ہے کہ آپ اس پر عمل کرتے ہو کہ نہیں اور اس بات کو ایک مثال کے طور پر پیش کیا کہ علامہ اقبال نے انگور کا پودا پیدا کر دیا ہے اور اب انسان پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ اسکا اچھا استعمال کرتا ہے یا برا استعمال جیسے وہ اس انگور سے اس کا شربت بناتے ہیں پھر اس سے شراب بناتے ہیں انہوں نے اس نظم کے اختتام میں وہ فرماتے ہیں کہ اور نوجوانوں کو نصیحت اور حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں وہ انسان نہیں ہوں جو دولت کے پیچھے بھاگتا رہتا ہے بلکہ میں وہ ہوں جو اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا دے اور جب بھی کوئی	

Example Candidate Response – middle, continued	Examiner comments
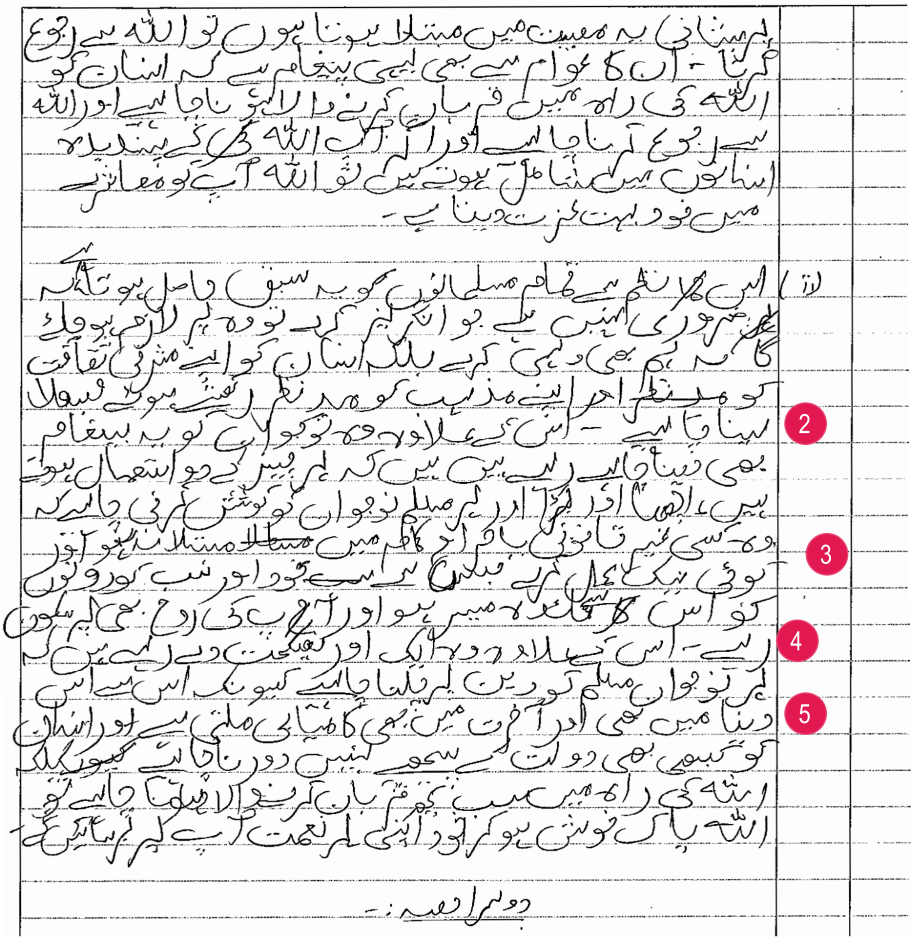	2 The candidate demonstrates a sound knowledge of the text. This is a reasonable answer for Part 2 of the question. 3 The candidate makes some attempt to analyse and compare. In part (ii), the candidate starts writing about all the Muslims, but the question requires them to focus their answers on Muslim youth, not on all the Muslims in general. 4 The candidate conveys a good understanding of the text. 5 The candidate writes some details about various aspects of the message by Iqbal but does not write enough detail about the message to the Muslim youth. **Total mark awarded = 17 out of 25**

پریشانی یا مصیبت میں مبتلا ہوتا ہوں تو اللہ سے رجوع
کرنا - آج کل عوام سے بھی یہی پیغام ہے کہ انسان کو
اللہ کی راہ میں قربان کرنے والا ہونا چاہیے اور اللہ
سے رجوع کرنا چاہیے اور اگر اللہ کی پسندیدہ
انسانوں میں شامل ہوتے ہیں تو اللہ آپ کو معاشرے
میں خود بہت عزت دیتا ہے -

(ii) اس نظم سے تمام مسلمانوں کو یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ
ضروری نہیں کہ جو انگریز کرے تو وہ ہم پر لازم ہو کہ
ہم بھی وہی کریں بلکہ انسان کو اپنے مشرقی ثقافت
کو مد نظر اور اپنے مذہب کو مد نظر رکھتے ہوئے سوال
لینا چاہیے - اس کے علاوہ وہ نوجوانوں کو یہ پیغام
بھی دینا چاہ رہے ہیں کہ ہر پیسہ جو استعمال ہوتا
ہے اچھا اور برا اور ہر مسلم نوجوان کو کوشش کرنی چاہیے کہ
وہ کسی غیر قانونی یا برا کام میں مبتلا نہ ہو اور
کوئی نیک عمل کرے جس سے خدا اور سب لوگوں
کو اس کا فائدہ میسر ہو اور آپ کی روح بھی پر سکون
رہے - اس کے علاوہ وہ ایک اور نصیحت دے رہے ہیں کہ
ہر نوجوان مسلم کو دین پر چلنا چاہیے کیونکہ اس سے اس
دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیابی ملتی ہے اور انسان
کو کبھی بھی دولت کے پیچھے نہیں دوڑنا چاہیے کیونکہ
اللہ کی راہ میں سب کچھ قربان کرنے والا ہونا چاہیے تو
اللہ پاک خوش ہو کر خود اپنی ہر نعمت آپ پر برسائیں گے

دوسرا حصہ :-

How the candidate could improve their answer

- Everything candidates write should be linked to the focus of the question.
- This question is passage-based and there are two parts to the question. Part 1 requires candidates to explain the given verses in their own words to show that they have understood the verses and Part 2 is to analyse the verses with reference to the focus of the question. Marks are awarded globally. Sufficient details are required for both parts. It is important for the candidates to pay full attention to both parts of the question.

Example Candidate Response – low	Examiner comments
(i)a 2 اس میں یہ بولا جا رہا ہے کے لوگو کے دل میں نفرت نہیں عشق پیدا کرنا چھیں ہے اور اُن کے دل میں بس جنا چھی ہے۔ اور ہر دن ایک موقا ہوتا ہے کے ہم کچھ کر سکتے ہے اور ہم وقت کو بدال سکتے ہے اور ہر دن کیو اچھا (1) کام کر سکتے ہے یہی خدا نے اگر سب نعمت دی ہے تو اُسے اپنا کام کر دیا ہے اور اب ہمارا کام ہے کے ہم اُسے استامل کرے اچھے اچھے کام کر لے۔ انسن ان سب سے بہت کچھ کر سکتا ہے بس اُسے اللہ کے نعمات کا سوکر کرنا چھی ہے۔ وہ بول تا ہے کے اس غزال سے مطلب (2) لے کے بہت کچھ سکا جسکتا ہے اور وہ بولتا ہے کے سادگی کرنی چھی (3) ہے اور اسی سادگی میں بھی نام پیدا کر سکتے ہے۔ (ii)a 2 مسلم لو جولوں کے یہ سبق ہے کے وہ لوگو میں سادگی لے اور لوگو کی ازالت کرے اور فرق نہ لے (4) اور اپنے ملک کے لیے کچھ کر لے اور ہر دن وہ کچھ نہ کچھ کر سکتے ہے اور وہ فقیری مطلب سادگی لے اور (5) اُسی ترا سے	(1) This answer is insubstantial and includes very little relevance to the question. The candidate tries to explain the verses but is not able to demonstrate the ability to do that. (2) The candidate is unable to express ideas comprehensibly. There are a number of major errors which impede communication. (3) The candidate appears to only half remember their notes. (4) There is not much sense of understanding or ability to answer the question. (5) The candidate writes only few lines for Part 2 of the question, and what the candidate writes does not make much sense. **Total mark awarded = 8 out of 25**

How the candidate could improve their answer

- The candidate tried to answer both parts of the question but there was not much sense of understanding the question. The candidate only wrote a couple of sentences for Part 2.
- Candidates should try to write 500 to 600 words, addressing the focus of the question.

Common mistakes and guidance for candidates

- Candidates read the question and started writing their answer without understanding the focus of the question, simply demonstrating their knowledge of the text without planning their answers. It is important to read the rubric carefully.
- This was a popular question. Most candidates attempted this question well and secured good marks. Most of the candidates secured better marks in Part 1 compared to Part 2.
- Candidates who attempted both parts in detail and explained the focus of the question secured marks in top bands.

Question 2(b)

Example Candidate Response – high

2 (b)

اردو شاعری کے افق و یسے تو کئی نام آئے اور جگمگائے مگر
چند شعرائے کرام اپنے کلام کا ایسا اثر چھوڑ کر جاتے ہیں کہ
جس سے نہ صرف اُن کا ستارہ ہمیشہ چمکتا رہتا ہے بلکہ اردو شاعری (1)
کے افق کو بھی منور کر دیتا ہے۔
ان میں سے ایک نام نظیر اکبرآبادی کا بھی ہے۔ نظیر کو اگر صحیح
معنی میں سمجھا جائے تو ان کا انداز بیان، ان کا اسلوب اور ان کا (2)
نظریہ، کئی شعرا کا مجموعہ ہے۔ نظیر کی سوچ جہاں فیض یا ساحر
سے ملتی ہوگی تو وہیں ان کا اسلوب ~~میر~~ غالب کی طرح دکھتا ہوگا۔
مگر ایک چیز ایسی ضرور ہے جس پر صرف ~~صح~~ نظیر کو ملکہ
حاصل ہے بلکہ شاید اردو میں یہ طریقۂ کلام متعارف کروانے والے بھی
شاید نظیر ہی تھے۔ یہ نقطہ ہے جدت و معیار۔ اردو شاعری
کی روایات سے ہٹ کر ایک ایسا منفرد طرز بیان جو عام آدمی سے
شروع ہوتا تھا اور اسی پر ختم ہوتا تھا۔ اس نئی طرز کو نظیر
نے بارہا اپنی شاعری میں استعمال کیا۔ روز مرہ کی زندگی و عام (3)
آدمی کے مسائل ان کے کلام کا محور رہے۔ یہ اردو کی روایتی
رومانوی طرز سے مختلف تھا۔ شاعر عمومی طور پر اپنے دل کے جذبات
قاری تک پہنچانا زیادہ بہتر ~~سمجھ~~ سمجھتے تھے جبکہ نظیر قاری کے دل
کی بات کو الفاظ کی لڑی میں کچھ ایسے پروتے تھے گویا یہ
نظیر نہیں قاری کا خود کا کلام ہے۔
اس میں سب سے پہلے تو نظیر کے کلام کا منفرد موضوع سامنے آتا ہے،
عشق مجازی و حقیقی سے کنارہ کشی اختیار کر کے معاشرتی بگاڑ اور
سماجی مسائل کو موضوع بحث بنانا نہایت منفرد بات تھی، لہٰذا نظیر
نے اردو شاعری کو ایک فن جو کہ سیکھا جاتا ہے سے تبدیل کر کے
عوامی مسائل پر ایک تقابلی جائزہ کا آلہ بنا دیا۔ یعنی کہ اردو
اب صرف بولی اور شاعری میں عشق، محبت اور جذبات سے ہٹ کر
عام زندگی کی تگ و دو کے بارے میں لکھنا شروع کر دیا۔ جیسا کہ وہ
لکھتے ہیں۔

"جب آدمی کے پیٹ میں آتی ہیں روٹیاں
پھولی نہیں بدن میں سماتی ہیں روٹیاں"

اب یہ نظم بظاہر ایک ایسی شے کے بارے میں ہے کہ جس کو لوگ
سوچتے ہوئے کم اہمیت دیتے ہیں مگر ساری زندگی اسی کے پیچھے
بھاگ کر گزار دیتا ہے، یہ نظریہ یہ سوچ صرف نظیر
ہی کا ہو سکتا ہے جس نے اس چھوٹی سی سوچ کو اتنی گہرائی
میں اتار دیا۔

Examiner comments

1 The response shows good understanding of the question. The candidate starts answering the question by addressing the focus of the question and links all the answer to the focus of the question.

2 This is an essay-type question, and the candidate answers the question very well.

3 Communication is fluent. The candidate uses very effective language.

Example Candidate Response – high, continued

نظیر کی شاعری میں آفاقیت بھی خوب ملتی ہے۔ کیونکہ نظیر کی شاعری عوامی مسائل پر مبنی تھی تو انکی شاعری کا پیغام بھی آفاقی تھا۔ انکی شاعری، قوم، نسل، مالی و سماجی حالات سے ماوراء ہونے کی وجہ سے ہر فرد، خواہ مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا غریب کے لیئے ہے۔ انہوں نے کیا حسین شعر کہا ہے:

ے "دنیا میں بادشاہ ہے، سو وہ بھی آدمی
اور مفلس و گدا ہے، سو وہ بھی آدمی
زردار، بے نوا ہے، سو وہ بھی آدمی
نعمت جو کھا رہا ہے، سو وہ بھی آدمی"۔۔

نظیر کی شاعری کیونکہ معاشرتی مسائل اور سماجی پیچیدگیوں پر مبنی تھی اور انکے کلام کا محور عام آدمی تھا، لہٰذا انکے کلام میں ہمیں ایک اصلاحی پہلو بھی نظر آتا ہے۔ یہ بات نہایت منفرد ہے کہ شاعری کو بطور اصلاح استعمال کیا جائے مگر نظیر اس بات میں کامیاب رہے۔ جہاں انکی شاعری میں مسائل و پریشانیوں یا زیست کی تلخیوں کا ذکر ملتا ہے، وہیں انکی شاعری میں اس بات کی اصلاح یا کوئی سبق آموز مصرع بھی ضرور ملتا ہے۔ جیسا کہ ان کی نظم "دنیا دارالمکافات" میں بارہا اس نکتہ کا ذکر کیا گیا ہے:

ے "شوخی شرارت مکر و فن سب کا بسیر ہے یہاں
کھوٹی کھری جو کچھ کہہ ہے تس کا پرکھا ہے یہاں"

لیکن اسی بند کے آخر میں وہ سبق بھی دے رہے ہیں اور قاری کی اصلاح بھی کر رہے ہیں:

ے "کل جگ نہیں کر جگ ہے یہ، یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے، اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے"

اس شعر سے یہ واضح ہے کہ نظیر نے انسانی اصلاح کا شاعری کے ذریعے ممکن ہونا ثابت بھی کیا اور اصلاح کا بیڑہ بھی اپنے سر اٹھایا، جو کہ نہایت منفرد ہے۔

لہٰذا مندرجہ بالا نکات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظیر نے اردو شاعری کو نہ صرف ایک نیا رنگ بلکہ ایک نئی سمت دی ہے۔

⟷

Examiner comments

4 The candidate shows an excellent ability to organise material.

5 The candidate uses references very effectively.

6 This answer demonstrates that the candidate has thorough knowledge of the text.

7 This is obviously a first-hand response, not memorised or learnt material.

Total mark awarded = 25 out of 25

How the candidate could improve their answer

This was an articulate and intelligent answer and a thoughtful, personal evaluation of what the candidate had read. Quotations were used appropriately to illustrate a point in the answer.

Example Candidate Response – middle

Q2 1(B)

نظیر نے اردو شاعری کو نیا رنگ دیا ہے۔ نظیر اکبر آبادی ~~1738~~ 1735 میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اُن کا اصل نام شیخ ولی محمد تھا۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم مکتب سے حاصل کی اور انھیں عربی اور فارسی زبان میں بھی دسترس حاصل تھی۔ نظیر نے اردو شاعری میں نیا رنگ لائے جیسے کے انھوں نے (1)

سادگی اور روانی:

نظیر تکلفات سے دور انسان تھے۔ وہ کبھی بھی تکلف میں نہیں پڑتے تھے۔ اُن دنوں میں اردو بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ اور لوگ اسے کافی سادگی اور روانی سے پڑھ رہے تھے۔ نظیر نے اپنے اشعار میں بھی سادگی اور روانی لائی

جزئیات نگاری:

نظیر کی شاعری میں بڑی خوبی یہ بھی ہے کے وہ حقیر سے حقیر چیزوں کو اپنی شاعری میں اتنی تفصیل سے لکھتے تھے کے دوسرا شاعر اُن کی جانب توجہ ہی نہیں دیتا۔ اس سے پتا چلتا ہے کے نظیر کو انسانی احساس و جذبات میں عبور حاصل تھا۔ وہ ہر معاملے کا گہرائی سے کام لیتے اور باریکی سے کام لیتے تھے جیسے کے: (2)

ہے جہاں میں یاد عجب طرح کا ہو تہوار کسی نے نقد لیا اور کوئی کرے ہے ادھار
کھلونے کھیل تماشوں کا گرم ہے بازار ہر دکان میں چراغوں کی ہے بہار (3)

ظریفانہ انداز:

نظیر کے کلام میں ظریفانہ انداز بھی موجود تھا۔ اُن کے اشعار لوگوں کو زندہ دل اور خوش کر دیتے تھے۔ نظیر خود بھی ظریفانہ انداز سے زندہ دلی کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ (4)

اسی طرح اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جیسے کے: (5)

1) تمثیلی انداز
2) قادر الکلامی
3) وعظ و نصیحت
4) موضوعات کی وسعت
5) متنوع انداز
6) روایات اور قواعد سے گریز وغیرہ

Examiner comments

(1) The response is not fully relevant to the focus of the question. This is an essay-type question, and the candidate starts the answer by addressing the focus of the question but does not keep it up. After the first paragraph, the answer becomes simply a general essay on the poet.

(2) The candidate demonstrates a sound knowledge of the text; this is a good essay on Nazir's poetry but there is, unfortunately, very little link to the focus of the question.

(3) The candidate does not have full control of the material. They write some detail on various aspects of Nazir's poetry but do not link to the question.

(4) The candidate conveys a good understanding of the text.

(5) The candidate makes some attempt to analyse and compare here.

Total mark awarded = 17 out of 25

How the candidate could improve their answer

This is an essay type question. This candidate needed to spend some time reading and understanding the focus of the question before attempting to write their answer so that the answer remained focused on what was required from the question.

Example Candidate Response – low

س 2 (ا) (ط)

نظیر اکبرآبادی اردو کے معروف شاعر ہیں۔ ان کا تفقرہ اردو کے مشہور شاعروں میں سے ہوتا ہے۔ ان کی شاعری کا کوئی جواب نہیں ہے۔ یہ اپنی شاعری کے ذریعے انسان کی ذہنی اور جسمانی حالات کا ثبوت کرتے ہیں۔ ان کی شاعری کوئی عام شاعروں کے برابر نہیں ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں کو دین اور دنیا دونوں کا پیغام دیا۔ (1)

آپ کی شاعری میں کچھ اشعار کا طنز آپ نے اس طرح کیا ہے جس انسان کی مفلسی کو واضح ہو۔ جن میں سے کچھ اشعار میں آپ نے بیان کیا ہے۔

دنیا میں بادشاہ ہے سو ہے وہ بھی آدمی
اور مفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی ادمی
زردار ہے نوا ہے سو ہے وہ بھی ادمی
نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وہ بھی ادمی
ٹکڑے جو مانگتا ہے سو ہے وہ بھی ادمی

اس شعر میں نظیر اکبرآبادی نے یہ بیان کیا ہے کہ ہر شخص جو کچھ نہ کچھ ہیں یعنی جن کو کوئی نام مل گیا ہے جیسے بادشاہ ہونے کا، زردار ہونے کا، ملازم اور اس طرح کے مختلف قسم کے لوگ جن کو کوئی رتبہ ملا ہے وہ سب ہیں تو انسان ہی ایک عام ادمی جو مٹی سے بنا ہے۔ مختلف قسم کے لوگ، جو مفلس و گدا ہے، جو اپنی خواہش کا ذکر کرتا ہے اپنے خدا کے آگے، جو بھوکا ہے کھانے کو مانگتا ہے، تو وہ ادمی مگر ان میں سے جو جو انسان کسی بھی چیز کا خواہش مند ہے وہ ایک عام انسان ہے۔ جو خدا ہے اپنی خواہش کا اظہار کر رہا ہے۔ دنیا میں لوگوں کی بہت تعداد جن میں سے سو لوگ اس طرح کے ہیں جو خواہش مند ہیں۔ اللہ نے ہر کسی نہ کسی شخص کو کسی چیز سے محروم رکھا ہے۔ مگر ایک انسان کی حیثیت سے وہ ایک عام انسان کی طرح خدا کا غلام ہے جو اپنی ضرورت کے لیے مانگ رہا ہے۔ (2)

Examiner comments

1 This answer includes little relevance and knowledge about the poet.

2 The candidate writes some narrative and learnt material here where the they simply explain all three poems by Nazir without linking these to the question. The candidate writes too much as they are reluctant to leave out anything they have learnt.

Example Candidate Response – low, continued

فرعون نے کیا تھا جو دعویٰ خدائی کا   شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہلاتا تھا برملا   یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہوں میں کیا
یہاں تک جو ہو چکا ہے سو ہے وہ بھی آدمی۔

اس شعر میں شاعر نے بہت سنجیدہ انداز میں اپنی بات کا اظہار کیا ہے۔ یعنی اس شعر میں شاعر نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی۔ خدا بن کر خدا کو کسی کا شریک بنایا خدا سے جھوٹے دعوے کیے اور خود خدا بن گئے مگر ان کا انجام بہت برا ہوا۔ جیسے کہ فرعون کے خدا بن کر اپنے ملک پر حکومت کی اور لوگوں پر ظلم کیا ان کو یہ بتا کر وہ کہ یہ ان کا خدا ہے۔ مسلمانوں کو جھوٹے راستے پر لگایا مگر مسلمانوں نے اپنا راستہ نہ چھوڑا اسی طرح شداد، نمرود ان سب نے خدا کی جگہ اپنانے کی پوری کوشش کی مگر ہار گئے کیونکہ اس رب کے آگے ہر انسان ناکام ہے چاہے کچھ بھی کرے۔ مگر ان سب نے اللہ سے جھوٹ بولا اور انسانوں کو غلط راستے پر چلانے کی کوشش جاری کی۔ جو کہ ایک ناممکن کام تھا۔ مگر اختتام پر ان سب کا حال ہر ایک انجام پیش آیا۔ **(3)**

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہے یاں میاں   بنتے ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خواں
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآن اور نمازیاں   اور آدمی ہی ان کی چراتے ہیں جوتیاں
جو ان کو تاڑتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اس شعر میں اس نے ایک انسان کا بیان کیا جو مسجد میں خطبہ دینے اور نماز پڑھنے جاتا ہے۔ مختلف اقسام کے لوگوں مسجد میں پائے جاتے ہیں جیسے کہ وہ لوگ جنہوں نے امداد کر کے مسجد کی تعمیر کی۔ وہ لوگ جو نماز پڑھاتے، خطبہ دیتے ہیں، وہ لوگ جو نماز پڑھنے آتے مگر ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو مسجد سے جوتیاں چرا کر لے جاتے ہیں۔ دنیا میں لٹیروں کی تعداد میں سب بہت سے لوگ ایسے ہیں جو حرکت سرانجام دیتے ہیں۔ ان شعر کے ذریعے اب نے مختلف قسموں کے لوگوں کا ذکر کیا ہے جو مسجد میں آتے ہیں جس سے انسان کی فلاسفی صاف واضح ہوتی ہے۔

Examiner comments

3 The candidate does not develop a thorough response to the question.

Example Candidate Response – low, continued

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یہاں کی سات لے
نیکی کا بدلہ نیک اور بد سے بدی کی بات لے
میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات لے
آرام دے آرام لے دکھ درد دے آفات لے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہاں دن کو دے رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہات دے اس ہات لے

اس شعر میں شاعر مکافات عمل کا ذکر ہوئے دنیا کا راز فاش کر دیا ہے۔ جس میں اس نے دنیا کی اصل حقیقت کو واضح کیا ہے اور بتایا ہے کہ دنیا ایک ایسی جگہ جہاں پر اس نے دنیا کو ایک عجب بازار سے تشبیہ دیتے ہوئے ذکر فرمایا ہے کہ ایسی جگہ ہے جو ایسی ہے جہاں پر ہر چیز کا بدلہ یعنی نیکی یا بدی کی نسبت دیکھ کر دیا جاتا ہے یعنی کہ ہر نیکی کا بدلہ نیکی کی صورت اور ہر بدی کا بدلہ بدی کی صورت میں ملے گا۔ جیسے کھلے میوہ اور کھلے پھل پھول کے حساب سے میوہ ملی ہیں اس ہی طرح اس میں ہر چیز کا مدکر حساب کے مطابق ہی ملے گا۔ دکھ درد خوشی غم زندگی کا مصرعہ بھی سیاق و سباق بھی ملنے کے مطابق (situation) کے مطابق۔ خدا نے زندگی کو دن اور رات میں فرق کر کے ان کی فوائد کا بیان کیا ہے ہر چیز ایک مقرر وقت کے مطابق اچھی لگتی ہے۔ اس طرح ہر بات ہر لمحہ کے مطابق دیکھ کر اچھی لگتی ہے۔

(4) اس نظم کے ذریعے نظیر اکبرآبادی نے آدمی اور اس آدمی کے فلسفی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی دنیا میں کیے جانے والے مکافات عمل کو دیکھتے ہوئے انسان کی جسمانی اور روحانی حالات کو دیکھتے ہوئے اس کی بیان کیا ہے۔ اس سے ہمیں یہ ثابت ہوا کہ دنیا میں کی جانے والے کام ایک وقتی کام ہیں۔ ہر چیز کا بدلہ نیکی یا بدی کے صورت میں ملے گا جس طرح مختلف نسلوں کے انسانوں اور نافرمانوں کو ملا تھا۔ ہر چیز کا حساب ضروری ہے اور ہوگا۔

Examiner comments

(4) The candidate includes some narrative and learnt material here.

Total mark awarded = 15 out of 25

How the candidate could improve their answer

This question asked candidates to analyse the poetry of a poet with reference to the given focus. The candidate wrote some verses of the poet from the syllabus and explained them without linking them to the focus of the question.

Common mistakes and guidance for candidates

- A common mistake for this question was that some candidates did not read the question carefully and wrote a general essay on the poet.
- Question 2(b) was a popular choice.
- Some candidates only discussed the poet's life and contributions rather than addressing the question. Candidates who understood and applied question's focus (اردو شاعری کو ایک نیا رنگ) secured top marks.
- Some candidates were confused about the focus of the question and did not expand their answers properly.

Question 5(a)

Example Candidate Response – high

5 (a) افسانہ گرم کوٹ میں مصنف ’راجن سنگھ بیدی‘ نے
ایک مشرقی شوہر اور بیوی کا مثالی رشتہ پیش کیا ہے
افسانے کے شروع میں مصنف نے اس طرح منظر کشی
کی جس سے یہ صاف واضح ہو گیا کہ شوہر ~~کا~~
کا گرم کوٹ جو انہوں نے کئی سال پہلے خریدا تھا،
وہ اب جگہ جگہ سے پھٹ چکا تھا اور ان ان
کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ورسٹڈ (worsted) گرم کوٹ
کا کپڑا خرید کر سلوائیں۔ البتہ اُن کی جیب
میں صرف دس روپے موجود تھے جو کہ آٹا، بل اور
دیگر ~~اشیاء~~ ضروری اشیاء خریدنے کے بعد بچے تھے۔ البتہ
جب وہ گھر پہنچے تو ان کی بیوی آگ پھونک رہی تھی
مگر گیلی لکڑیوں کی وجہ سے زیادہ دھواں اٹھا جس
وجہ سے ان کی بیوی شمی کی آنکھیں لال ہو ~~گئی~~ گئیں
اور ان سے پانی بہنے لگا۔ ان سے یہ دیکھا نہ گیا اور
منگل سنگھ (جس نے لکڑیاں بھیجی تھیں، اس کیلئے غصے سے کہا
"میں ان آنکھوں کیلئے منگل سنگھ تو کیا، تمام دنیا سے جنگ کرنے
پر آمادہ ہو جاؤں"۔

1 جس سے اس افسانے میں پہلی
بار ایک مشرقی میاں بیوی کے مثالی رشتے کا اندازہ لگایا
جا سکتا ہے کہ کیسے ایک مشرقی شوہر سے اپنی بیوی کی
تکلیف نہیں دیکھی جا سکتی۔ اس کے بعد جب شمی
ان کا کوٹ رفو کرنے کا سوچتی ہے اور اس کا برا حال
دیکھتی ہے تو اسے بھی بے انتہا افسوس ہوتا ہے اور
وہ اپنے شوہر کو نیا گرم کوٹ خریدنے کا بول دیتی ہے۔
یہ خیال مصنف کے دل میں اجاگر ہو چکا رہا ہوتا ہے کہ
فوراً ان کی بیٹی یہ بتا دیتی ہے کہ اس کی استانی
نے کچھ خرید کر لانے کو کہا ہوتا ہے جس پر شمی اسے
زور سے ایک چپت لگا کر بولتی ہے "اس جنم جلی کو
ہر وقت کچھ نہ کچھ خریدنا ہی ہوتا ہے--- مشکل سے انہیں
کوٹ سلوانے پر راضی کر رہی ہوں --- وہ پشپا منی کا رونا اور
میرا نیا کوٹ؟"۔

اس بات سے دوبارہ اس بات کی طرف
اشارہ آ گیا کہ ایک مشرقی بیوی بھی ~~اپنی~~ اپنے

Examiner comments

1 An excellent ability to organise material. This is an essay type question on a short story and the candidate addresses the focus of the question very well.

Example Candidate Response – high, continued	Examiner comments
شوہر کی ضرورت پوری کرنے کیلئے کچھ بھی کر سکتی ہے بھلے ہی اسے اپنی بیٹی کو تھپڑ مار کر چپ ہی کیوں نہ کروانا پڑے۔ افسانہ آگے بڑھتا ہے اور جب (2) وہ دس روپے کا نوٹ گھوم جانے کے بعد واپس مل جاتا ہے تو مصنف وہ نوٹ اپنی بیوی شمی کو دیتے ہیں کہ وہ جائے اور حفاظت سے وہ سب سامان لے آئے جو بچوں نے منگوایا ہوتا ہے اور نوٹ گھوم جانے کی وجہ سے مصنف نہیں خرید کر لا پائے۔ مصنف اپنی بیوی کی راہ دیکھتے ہیں تا کہ وہ سامان لے آئے اور ان کے بچوں کی پسند کی چیزیں انہیں دے سکیں۔ البتہ جب شمی آتی ہے تو اس کے ہاتھ میں بہت سارے سامان کے بجائے ایک بنڈل ہوتا ہے اور وہ اپنے شوہر کو یہ بھی بتاتی ہے کہ "میں نے دو روپے کھمو سے ادھار لے کر بھی خرچ کر ڈالے"۔ جب بنڈل کھلتا ہے تو اس میں سے شمی کے شوہر کے گرم کوٹ کے لئے بہت نفیس ورسٹڈ نکلتا ہے جس کو دیکھ ان کی بیٹی بولتی ہے "بی بی میرے گلاب جامن؟" لیکن (3) شمی پھر سے اسے ایک زور کی چپت اس کے منہ پر لگا دیتی ہے۔ اس افسانے میں یقیناً ایک مشرقی میاں بیوی کا مثالی رشتہ بیان کیا گیا ہے کہ کیسے دونوں ایک دوسرے کی چھوٹی سے چھوٹی تکلیف کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ (4) مگر اس رشتے کے علاوہ اس افسانے میں ایک مرد کے کردار کی عکاسی کی گئی ہے کہ کیسے ایک مرد (باپ/ شوہر) اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کیلئے اپنی ہر خواہش/ضرورت کو ترک کر دیتا ہے اور بس (5) اپنے بیوی بچوں کی تمام ضروریات کو سنجیدگی سے پورا کرتا ہے اور اگر کسی وجہ سے وہ پوری نہ ہو سکیں تو وہی مرد اپنے آپ کو ملزم قرار دے دیتا ہے اور اس افسانے کی طرح اکثر خودکشی کرنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ البتہ اس افسانے میں ایک مشرقی میاں بیوی کے رشتے (6) کے ساتھ ساتھ ایک مثالی مرد کا کردار بھی بیان کیا گیا ہے۔	(2) This answer demonstrates that the candidate has a thorough knowledge of the text. (3) The candidate's communication is fluent and effective. (4) The candidate's answer links with the question through good references. (5) The candidate uses language relevant to the task. (6) This is a really articulate and intelligent answer. **Total mark awarded = 23 out of 25**

How the candidate could improve their answer

- This is an excellent 'firsthand' response to the question where the candidate did not use prelearnt material.
- The candidate remained focussed on the question in their answer.

Example Candidate Response – middle

a 5

گرم کوٹ ایک متوسط طبقے کے غریب
گھرانے کی کہانی ہے۔ مصنف ایک کلرک کی
نوکری کرتا ہے اور بیوی گھر بچے سنبھالتی ہے۔
گھر کے اخراجات کے بعد مصنف کے پاس
ہر دفعہ دس روپے بچتے ہیں۔ مصنف ایک
غربت والی زندگی بسر کر رہا ہے اور اس
کے لیے اپنی خواہشات پوری کرنا ناممکن (1)
ہو گیا ہے۔ مصنف کا کوٹ بہت خستہ حال
ہے اور کافی جگہ سے خراب ہو گیا ہے اور
اس کی بیوی ہر بار مرمت کر دیتی ہے۔ (2)
مصنف اپنے کوٹ کی وجہ سے احساس کمتری
کا شکار ہو گیا ہے اور اپنے دوستوں سے مل کر ان
کے کپڑے دیکھ کر اداس ہو جاتا جس
کی وجہ سے اپنے دوستوں اور تفریحی کلب
جانے سے پرہیز کرنے لگا۔ اس کے علاوہ (3)
جب بھی انارکلی بازار سے گزرتا تو گرم
کوٹ کا کپڑا ہی دیکھتا تھا۔ ایک دن
مصنف کی بیوی اسے کوٹ کا کپڑا
لینے کے لیے راضی کر لی تھی کہ
اس کی بیٹی اپنی خواہشات پیش کرنے
آ پہنچی۔ مصنف کی بیوی نے اپنی بیٹی
کو تھپڑ لگا دیا۔ مصنف اس بات پر غصہ
ہو گیا اور اپنی اولاد اور بیوی
کی خواہشات کی لسٹ لے کر گھر سے نکل پڑا۔ (4)
اس سے پتا چلتا ہے کہ مصنف اپنی اولاد
اور بیوی سے کتنا پیار کرتا ہے اور ان
کی خواہشات کے لیے اپنی ضروریات قربان
کرنے کو تیار لیکن وہ پھر بھی
اپنی اولاد اور بیوی کی خوشیوں کو زیادہ
اہم سمجھتا ہے لیکن مصنف دس
روپے نہیں گرا دیتا ہے اور گھر اداس
ہو کر آ جاتا ہے اور بیوی بھی گمزدہ ہو جاتی (5)
ہے۔ کچھ دن بعد مصنف کو کوٹ کی
جیب میں کچھ محسوس ہوتا ہے
اور وہ وہی دس روپے ہوتے ہیں۔
مصنف کا چہرہ پھر سے خوشی سے کھل اٹھتا ہے۔
مصنف بیوی کو پیسے دے کر
بازار جا کر چیزیں
لانے کو کہتا ہے اور جب بیوی گھر واپس
آتی ہے تو وہ کچھ اور نہیں کوٹ کا کپڑا
ہوتا ہے۔ اس کہانی میں اپنی خواہشات کی
قربانی اپنے گھر والوں سے بے لوث محبت
اور ایک دوسرے کے احساس نمایاں
طور پر نظر آتا ہے۔

Examiner comments

1 The candidate demonstrates a sound knowledge of the text.

2 The candidate does not link the answer with the question thoroughly.

3 There is a lack of solid details in this answer.

4 The candidate makes some attempt analyse and compare. This is a good summary of the short story but not a good answer to the question.

5 The candidate does not understand the demands of the question simply relies on learnt material.

Total mark awarded = 17 out of 25

How the candidate could improve their answer

At the end of the answer, the candidate tried to link it to the focus of question but that was not enough. There should have been more links to the focus of the question to achieve higher marks.

Example Candidate Response – low

(a) 5

افسانہ گرم کوٹ مصنف ایک مسرقی شوہر اور
بیوی کی زندگی سے ایک مثال شدہ کہانی بناتا
ہے
ایک دن اس افسانے کا کردار (شوہر)
~~جیب~~ پھٹے ہو کوٹ پہنے ایک کوٹ ~~کی~~ کے درزی
کی دوکان کے باہر سے گزرتا ہے۔ پھٹا ہوا کوٹ
پہننے کے ناتے اس کا کوٹ سلوانے کا دل کرتا ہے
مگر جب جیب میں صرف دس روپے ہوتے 1
تو اپنے سے اوپر بیوی بچوں کے لیے چیزیں خریدنے
کے خیال میں پھٹے کوٹ میں ہی گھر لوٹ
آتا ہے۔
~~جب گھر لوٹ آتا ہے تو بیوی~~
~~کو اس کے لیے اور بچوں کے لیے سامان لانے کے لیے~~
~~جیب میں ہاتھ ڈالتا ہے پیسے دینے کے لیے تو~~
~~پھٹا کوٹ ہونے کی وجہ سے وہ آخری دس~~
~~روپے کہیں گر گئے ہوتے۔~~
~~جب شمی (بیوی) کو اس بارے~~
جب گھر لوٹ آتا ہے تو شمی (بیوی) سے
چیزوں کی لسٹ بنا کر دوکان چلا جاتا ہے وہاں
جا کر جب وہ دس روپے نکالنے جیب میں
ہاتھ ڈالتا تو وہ سے کوٹ پھٹا ہونے کی 2
وجہ سے کہیں گر گئے ہوئے تھے۔ مایوسی
میں شوہر گھر لوٹ آتا اور آ کے بیوی کو
سارا واقعہ بیان کرتا۔ شمی بجائے کے
آگے سے کچھ برا کہتی، اپنے شوہر سے پیار سے پیش آئی
اور اسے سکون دیا۔
کچھ دیر کے بعد شوہر کو وہ دس روپے
مل ~~جاتے~~ گئے اور اس نے خوشی سے آ کر اپنی 3
بیوی کو دیے کہ وہ اپنے لیے سامان لے آئے۔ بیوی
وہ پیسے لے کر چلی جاتی ہے اور بازار
میں شوہر کے لیے نئے کوٹ کا کپڑا لے لوٹتی ہے۔ وہ
یہ جانتی ہے کہ اس کے شوہر کو معاشرے میں
پھٹا کوٹ پہننے سے بے عزتی محسوس ہوتی
تو اس وجہ سے خود کی خوشی پیچھے رکھ کے وہ 4
شوہر کے لیے تحفہ لائی جس کی شوہر دلی 5
خواہش رکھتا تھا۔ یہ دیکھ کر شوہر بہت حیران
ہوا اور بیوی سے بہت محبت اور پیار کا اظہار 6
کیا۔
اس شوہر اور بیوی کے واقعہ سے مصنف
ایک مثال پیش کرتے ہیں جس سے نہ کہ
شادی شدہ لوگ سیکھ سکتے ہیں بلکہ ہر انسان
سیکھ سکتا ہے کہ کیسے ہر چیز کا بہتر صلہ مل سکتا
ہے صبر اور پیار سے پیش آ کر 7
خاص طور پر آپ سے پیار کرنے والوں کے ساتھ۔

Examiner comments

1 This candidate does not develop the response according to the question, they simply writes a summary of the short story.

2 This is an example of basic memorised material.

3 There is some relevance and knowledge of the text here.

4 The candidate uses some narrative and learnt material.

5 The candidate probably understands the demands of the question without being able to develop a very thorough response.

6 This is a short answer lacking in detail.

7 The candidate makes some attempt to link the answer to the focus of the question is made.

Total mark awarded = 14 out of 25

How the candidate could improve their answer

The candidate started the answer by simply telling the story, not linking it to the focus of the question. This question is asking candidates to demonstrate their knowledge of the text with reference to the text.

Common mistakes and guidance for candidates

- Some candidates read the question and start writing the story, not linking their answers to the focus of the question. Some candidates struggled to discuss the focus and simply reproduced the story and characters of the Afsana, therefore not securing good marks.
- For a good answer, parts of the story should only be used as a reference to the focus of the question.

Cambridge Assessment International Education
The Triangle Building, Shaftesbury Road, Cambridge, CB2 8EA, United Kingdom
t: +44 1223 553554
e: info@cambridgeinternational.org   www.cambridgeinternational.org

© Cambridge University Press & Assessment 2024 v1